# مثنوی گلستان

موسوم بہ

# مثنوی بلگرام

از تصنیف لطیف

شاعر نازک خیال و سخنور شیرین مقال جناب مولوی سید وارث حسین صاحب
بلگرامی وکیل المتخلص بہ عدیل سلمہ اللہ رب الجلیل

باہتمام سید حیدر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد دکن میں طبع ہوئی

۵۰۰ جلد

# فہرست مضامین مثنوی گلستان المعروف بہ مثنوی بلگرام

مہر و دستخط خاص تقدس مآب عالم علمی فاضل لوذعی مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ
مدظلہ العالی

باسمہٖ سبحانہٗ ولہ الحمد

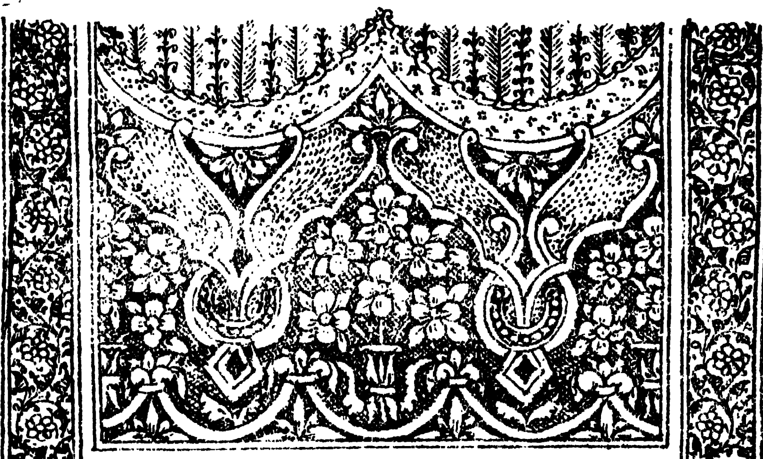
مخفی و محتجب نماند کہ این منظومہ موسومہ بہ بوستان ملقب بہ مثنوی بلگرام مسمیٰ بو اقعات صحیحہ مشحون بہ نقل و حکایات فصیحہ مبنی بہ نصائح شافیہ و مواعظ کافیہ بعنوان شائستہ و بیان لائقہ مشتمل بعقائد حقہ از تصانیف سیادت پناہ و نجابت دستگاہ رفیع الدودمان شاعر شیریں بیان مولوی سید وارث حسین صاحب سلمہ الواہب کیسل بلگرامی متخلص بہ علی بل واقعاً بیعد بل از نظرم گزشت مطالعہ اش خالی از فوائد و مصالح دنیوی و اخروی نیست واللہ موفق والمعین ۔

نشر صد دستخط
جناب مولوی سید علی نقی صاحب نجفی مدظلہ

مہر
علی نقی الحسینی

اطلاع :- مطبع ہذا سے کتاب ہذا بقیمت فی جلد مہر ملسکتی ہے ۔ محصول ڈاک ذمہ خریدار ۔

نوٹ :- کوئی صاحب بلا اجازت طبع کا قصد نفرمائیں ۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس زباں سے حمدِ خالق ہو ادا
بندۂ عاجز کہا خالق کجا

ایک لفظِ کن سے پیدا کر دیا
سارے عالم کو پیدا کر دیا

خاک کو پانی پہ قائم کر دیا
بار پھر کوہِ گراں کا دھر دیا

جن و انساں اور ملک پیدا کیے
چاند سورج اور فلک پیدا کیے

ہیں مخالف چار عنصر پر ملا
ربط باہم اُن میں خالق نے دیا

جسم کو حکمت سے پھر پیدا کیا
روح کو قالب پہ پھر شیدا کیا

آدمؑ و حوّا کو پھر ظاہر کیا
باغِ جنت اُن کے رہنے کو دیا

اکلِ گندم سے یہ بربادی ہوئی
آگئے دنیا میں آبادی ہوئی

عابد و ابرار و زاہد متقی۔
نسلِ آدم سے ہوئے صد ہا نبیؑ

## نعت حضرت سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ

کر رقم اب نعت شاہِ انبیا
خاتمہ جن پر نبوت کا ہوا

نام ہے جن کا محمد مصطفےٰ
ہیں حبیبِ خالقِ ارض و سما

باعثِ ایجادِ عالم مصطفےٰ
نورِ ایماں فخرِ آدم [illegible] مصطفےٰ

رحمت خلاق نور کبریا — مظہر آیات و اسرار خدا
انبیائے باسلف سے کے پیشوا — رائج اسلام ہادی رہنما
آپ پر نازل ہوا قرآن بھی — جو ہمارا دیں بھی ہے ایمان بھی
معجزہ معراج کا مشہور ہے — عقل انساں جس جگہ مجبور ہے

## مدح اصحاب رسول مقبول

وہ صحابی ہیں رسول اللہ کے — جنکی پیش حق ہیں اعلے مرتبے
تھے جو انصار و مہاجر نیکنام — رحمتِ خالق ہو اون پر صبح و شام
تھے وہ غازی اور نمازی متقی — نصرتِ اسلام کی اور جان دی

## مدح حضرت علی مرتضی علیہ السلام

اے قلم اب مدح کر اس کی رقم — ہے جو شاہِ اولیا و الاہم
سلسلہ جن سے ولایت کا ہوا — ہے لقب اون کا علی مرتضی
سرکشوں کو جس نے حیراں کردیا — کفر کی بستی کو ویراں کردیا
زلزلہ ملکِ عرب میں پڑ گیا — سر کیے کفار کے تن سے جدا
ان کے فاتح ہیں علیؑ با زیب و زیں — خیبر و خندق احد بدر و حنین
خانۂ کعبہ میں جو پیدا ہوا — مہد میں اژدر کو دو ٹکڑے کیا
راہ میں سائل ہوا اک آشکار — بخش دی فی الفور اونٹوں کی قطار
طاعت حق میں انگوٹھی کی عطا — شان میں آیا ہے جنکے ہل اتی
حکم خالق سے وصی اپنا کیا — احمدِ مرسل نے باصدق و صفا
بستر احمد پہ باحکم خدا — سو گیا بے خوف شیر کبریا
مثل اِن کا کون ہے بعد از نبیؐ — کیا بیاں اُدنیٰ سے ہو وصفِ علیؑ
نسل سے اِن کے ہوئے گیارہ امامؑ — متقی ہادی سخی ذی احترام

بارھواں جو ہے امامِ پیشوا	غیبت کبریٰ سے جسکا واقعا

## منقبت حسین ابن علی علیہ السلام

منقبت لکھتا ہوں اُس مظلوم کی	کربلا میں جس کی دولت لُٹ گئی
میرا آقا ہے حُسین ابن علیؑ	حال دل میرا ہے اُس پر منجلی
عرض ہو اب یہ مری ہو اقبول	کربلا سے پہنچے کہیں یہ دل ملول
آپ ہیں فرزندِ زہراؑ و علیؑ	ہاشمی عالی نسب جانِ نبیؐ
آپ ہیں کانِ سخا جود و کرم	آپ ہیں اہل عطا والا ہمم
آپ سا آقا ہو جس کا وہ غلام	مبتلائے غم رہے ہر صبح و شام
زندگی اب تو مری برباد ہے	یا حسینؑ ابن علی فریاد ہے
ہو مرا بستر بھی خاکِ کربلا	اور مدفن ارضِ پاک کربلا
خاتمہ بالخیر ہووے یہ دعا	آپ پر ظاہر ہے باقی مدعا

## ذکر شہر حیدر آباد دکن

شہر ہے یہ حیدر آباد دکن	جمع ہیں یہاں ہر طرح کی اہل فن
شہر بھی وہ شہر جو گلزار ہے	مثل غنچے کے ہر اک بازار ہے
دو برس میں کچھ کا کچھ نقشہ ہوا	بن گئے ہیں قصر شاہی جابجا
ذکر گر میں اک عمارت کا کروں	ایسی ایسی مثنوی تو دس لکھوں
بندگانِ عالیِ گردوں اساس	والیِ ملکِ دکن جوہر شناس
پاک طینت نیک عادت ذیوقار	ہے لقب اُن کا حضورِ نامدار
عدل سے ان کو ہمیشہ کام ہے	میر عثمان علی خاں نام ہے
خوش ہے خلقت راحت و آرام ہے	سکۂ و خطبہ ہے اُن کے نام سے
ہے قصاص و قید کا سب اختیار	فوج ہے باقاعدہ اور ہوشیار

ہے فلاح ملک بھی پیش نظر
شاہ ہے بیدار دیواں باخبر

سب رعایا مطمئن دل شاد ہے
کوسوں میلوں شہر بھی آباد ہے

رات دن پھرتی ہیں ہر اک راہ میں
سیکڑوں موٹر ہزاروں سیکلیں

ڈاکٹر خانہ ہیں صدہا مدرسے
خاص بلدہ میں ہیں اکثر محکمے

روشنی بجلی کی ہے اسکے سوا
نل بھی پانی کے ہیں جاری جابجا

زیر تعمیر اک نیا تالاب ہے
واقعی بے مثل ہے نایاب ہے

قدر داں ہیں شاہ اور جوہر شناس
معدن علم و سخا گردوں اساس

یا الٰہی تا ابد قائم رہیں
شاہ با ملک و حشم دائم رہیں

## ذکر دیوان دکن

اے قلم اب وصف دیواں کر رقم
مختصر دس پانچ بیتیں کم سے کم

ذی حشم یوسف علی خاں نامدار
صاحب جود و عطا عالی تبار

عادت و خلقت میں ہو دادا کا رنگ
ہے خطاب جد انہیں سالار جنگ

نیک عادت نیک خصلت نیک ذات
ہیں یہ دیوان دکن والا صفات

خاندانی ہیں ہمیشہ کے امیر
ہیں وزیر ابن وزیر ابن وزیر

روشنی ہے خلق میں باہمدگر
شاہ سے ہے شمس الضحیٰ اور یہ قمر

افتخار حیدر آباد دکن
قدر دان ماہر ہر علم و فن

میں دعا کرتا ہوں سب آمیں کہیں
مثل ارماں دل میں یہ سب کے رہیں

## واقعہ انتقال اولاد مصنف

واقعہ اپنا کروں کیا عرض حال
فرط غم سے اسکا لکھنا ہے محال

مجھ کو خالق نے دیے فرزند تین
مہ لقا خوش خلق والشومتیں

ان میں جو چھوٹا تھا کنّو نام تھا
مجکو ان سب میں اُسی سے کام تھا

نام تاریخی بھی ہے اختر حسن — سارے بچوں سے نرالا تھا چلن
عمر بارہ سال کی تھی گو قلیل — عقل میں اخلاق میں تھا بے عدیل
سامنے میرے مرا دم توڑ کر — چل بسا جنت میں مجھکو چھوڑ کر
چھ مہینے ہو چکے ہیں لا کلام — ہر گھڑی وردِ زباں ہے اسکا نام
لڑکیاں دونوں جواں تھیں مر گئیں — دل کو زخمی گھر کو ویراں کر گئیں
دو برس میں سب یہ ویرانی ہوئی — در بدر پھر پھر کے حیرانی ہوئی
رات دن اس غم میں بس رہتا ہوں میں — دل پہ داغِ ہجر کو سہتا ہوں میں
دل کی حالت کو بتاؤں کس طرح — داغِ دل اپنا دکھاؤں کس طرح
چرخِ کج رفتار نے کر کے ستم — آنکھ کو رونا سکھایا دل کو غم
اندرونی غم سے یہ حالت ہوئی — دردِ سر کی رات دن عادت ہوئی
دردِ سر آخر میں چکر ہو گیا — انتظامِ عقل ابتر ہو گیا
کان بھی اک دفعتاً بہرہ ہوا — ہے قدم اب ضعف سے ٹھہرا ہوا
زندگی سے اپنی میں بیزار ہوں — زخمِ دل سے عاجز و ناچار ہوں
خارِ غم دل میں کھٹکتا ہے بہت — قلبِ مضطر اب پھڑکتا ہے بہت
رنج سے مجھکو نہ کوئی کام تھا — مشغلہ ہنسنے کا صبح و شام تھا
ہر گھڑی دل عیش سے گلزار تھا — رونا ماہِ غم میں بھی دشوار تھا
ہے میرے عصیاں کی یہ ساری سزا — واقعہ جو صاف تھا وہ کہدیا

## ذکر علماء اعلام بلگرام

ایک قصبہ ہے بنام بلگرام — نظر یونانیاں تھے لا کلام
عقل میں اور علم میں تھا بے نظیر — جانتے تھے کل خبر برنا و پیر
نامور عالم تھے آزاد و جلیل — جن کی تصنیفات ہیں سب بے عدیل

مولوی تھے ایک کرار علی — عالم و فاضل نمازی متقی
عالم و زاہد طبیب و منطقی — اسم نامی مولوی سید تقی
مولوی سید علی اعلے مقام — جانشیں تھے جنکی باتیں لاکلام
قدر سا شاعر ہوا پیدا جہاں — جانتے ہیں جنکو سب پیر و جواں
سید مومن علی نیک ذات — صاحب جود و کرم والا صفات
حیدر آباد دکن کے عہدہ دار — افسر صدر عدالت ذی وقار
اسم نامی جنکا ہے سید امیر — اور حسن ہے نام کا جبر و اخیر
میرے ماموں تھے یہ اہل بلگرام — تھے مددگار عدالت نیک نام
سید احمد سا نامی روزگار — جنکی تصنیفات بھی ہیں بے شمار
احمد نائک ہوئے پیدا یہاں — علم موسیقی میں مشہور جہاں
بعض ان میں پیر تھے بعضے جواں — چل بسے یہ سب کے سب سوئے جناں

## قصہ سید دلیر علی بلگرامی

چار کنبہ ہیں ز نسل صغروی — سید بدلی نبی ہیتم ز بی
اور خلیل نامور اعلے مقام — تھے رئیس وقت یہ سب نیک نام
نسل ہیتم تھی زیادہ اسقدر — اک محلہ میں نہ تھی سب کی گزر
اس قدر کثرت سے نسل انکی بڑھی — سنڈی آباد آخر میں ہوئی
نسل سے ہیتم کے تھی اک ذی وقار — نام تھا سید دلیر نامدار
تھے یہ باڈی گارڈ صوبہ خوش سیر — تھی رئیس وقت کی اچھی نظر
سات سو تھے بلگرامی لاکلام — ہو گئے وہ مرشد آبادی تمام
مختصر یہ ہے لڑائی جب ہوئی — فوج کی ان پر چڑھائی جب ہوئی
خون تھا سب ایک تھے اکثر جواں — کیا کروں ان کی شجاعت کا بیاں

| | |
|---|---|
| ہو گئے حق نمک سے سب ادا | سات سو نے جان کی اپنی فدا |
| جب خبر پہونچی یہہ سوئے بلگرام | لوگ سب دو بھر گئے تھے سے تمام |

## باعث ویرانی بلگرام

| | |
|---|---|
| حال موجودہ بیاں کرتا ہوں میں | حالت قصبہ عیاں کرتا ہوں میں |
| کچھ بشوق نوکری باہر گئے | کالرہ طاعون سے کچھ مر گئے |
| مختلف شہروں میں ہیں کچھ نیکنام | ہیں بہت یورپ میں اہل بلگرام |
| سب میں ہے حب وطن اب بھی ضرور | گو وطن سے منزلوں ہیں دور |
| پوچھنے گچھنے کی عادت ہے ضرور | ہموطن سے اپنے الفت ہے ضرور |
| سخت قصبہ اس سبب سے سو گیا | جو گیا جس جا وہیں کا ہو گیا |

## ذکر مولوی سید حسین نواب عماد الملک بہادر بلگرامی

| | |
|---|---|
| نامور باقی ہیں اک اہل کمال | مختصر لکھتا ہوں اب کچھ انکا حال |
| مولوی سید حسین ذی وقار | معدن علم و ادب عالی تبار |
| صاحب اقبال قسمت کے دھنی | علم سے سینہ قوی اور دل غنی |
| کونسل لندن کے تھے رکن رکین | تھے وزیر ھند کے یہہ ہمنشین |
| اس سے پہلے کس کو یہہ رتبہ ملا | پایا یہہ عہدہ کسی نے کب بھلا |
| جاہ و حشمت کے یہہ ہیں ماہ منیر | ہیں یہہ دیوان دکن کے اب مشیر |
| ان کو خالق نے کیا ہے باوقار | علم انگریزی میں ہیں یہہ نامدار |
| ہر صفت داخل ہے ان کی ذات میں | مثل اپنا خود ہیں یہہ ہر بات میں |
| ختم کرتا ہوں بیاں اس بات پر | ہے ترقی ختم انکی ذات پر |
| چار ہیں فرزندان کے نامدار | صاحب خلق و مروت ذی وقار |
| سب کے سب عہدوں پہ ہیں ذی احترام | ان میں دو محسن ہیں میرے لاکلام |

## ذکر کمال مولوی میر شاکر علی صاحب سلمہ اللہ

سید شاکر علی والا صفات — باکمال و بے نظیر نیک ذات
میرے ہم مکتب بھی ہیں اور ہمسبق — ہو گئے یکجا یہاں بھی شکر حق
ابتدائے عمر سے تا انتہا — آج تک رنجش نہ کچھ جھگڑا ہوا
نیک ہیں نامی ہیں خوش اوقات ہیں — بارہہ کی سید السادات ہیں
خوشنویسی میں نظیر ان کا نہیں — ایسے اکمل خلق ہوتے ہیں کہیں
ایک ہی چاول پہ سورہ حمد کا — لکھ دیا از ابتدا تا انتہا
ہسٹری پوری ہے انگلستان کی — خوش خطی ہیں اور صنعت ہیں لکھی
برگ و شاخ و طائر و بیخ و شجر — ہے عبارت میں یہ سب پیش نظر
فضل خالق سے ابھی زندہ ہیں یہ — عالم ایجاد ہیں یکتا ہیں یہ

## شجرہ خاندان مصنف

ہم بھی ہوں از ساکنان بلگرام — سید صغرا ہے میرے جد کا نام
اسم ہے سید محمد نامدار — عرف ہے مشہور صغرا ذیوقار
نام ہے وارث حسین خاکسار — ہیتمی کنبہ میں ہے میرا شمار
مختصر شجرہ بیاں کرتا ہوں میں — خاندان اپنا عیاں کرتا ہوں میں
بدر دیں[1] و ہیتم[2] و صدر[3] جہاں — صادق[4] عالی نسب شیریں بیاں
قطب[5] عالم دلنواز[6] خوش سیر — حشمت[7] و ذات علی والا گہر
میرے پردادا تھے عالم با عمل — جنکے تقوی میں نہ تھا مطلق خلل
نام جو ذات علی مذکور ہے — وصف اون کا اسطرح مشہور ہے
تھے رئیس وقت بھی سردار بھی — متقی بھی زاہد و ابرار بھی
تھی قصائد میں جو اک ان کی کتاب — تھی فضائل میں علی کے لاجواب

## ذکر جد امجد مصنف

جد مرے تھے باکمال و بے نظیر — جانتے ہیں اون کو سب برنا و پیر
نام ہے اُن کا ظہور[1] نامدار — جزو ثانی ہے محمد باوقار
کم سنی میں مر گئے اِن کے پدر — خوف دشمن سے پھرے یہ دربدر
مرشد آباد آکے آخر دم لیا — ہستیِ کنبہ نے ساتھ اُنکا دیا
پرورش پاکر ہوئے جب یہ جوان — بیلی صاحب ناگہاں آئے وہاں
خط ہے اچھا تھا نوکر رکھ لیا — کام منشی کا سپرد ان کے کیا
صاحب والا مناقب خوش صفات — تھے رزیڈنس اودھ یہ نیک ذات
پھر ملی ان کی بدولت جائداد — دل ہوئے سب دوستوں کے شاد شاد
دوسرے لوگوں کے جو قبضہ میں تھی — نانکار جد بھی سب واپس ملی
نام ہے والد کا میرے مرتضےٰ — جا بسے جنت میں وہ عرصہ ہوا
ملک کا منبر تو میرے نام ہے — پر مجھے اُس سے نہیں کچھ کام ہے
ہے وکالت سے مری کافی گذر — اسلیئے وارث ہے اُس سے بے خبر

[1] ظہور علی ۱۲

## ذکر قرابت سسرالی مصنف

میری شادی لکھنؤ میں جب ہوئی — کیا کہوں میں اپنے والد کی خوشی
تھے علی اصغر وکیل نامدار — شہر میں مشہور تھے یہ ذیوقار
میر نواب اُن کا عرفی نام تھا — نیک تھے نیکی سے ان کو کام تھا
تھے پدر ان کے جو سید مصطفےٰ — مال و زر خالق نے سب کچھ تھا دیا
صاحب تالیف[2] تھے یہ ذی وقار — علم کا تھا شغلہ لیل و نہار
ذی مروت نیک خو صاحب حشم — تھے یہ سرکاری وکیل محترم
ان کی پوتی سے مری شادی ہوئی — لکھنؤ میں خانہ آبادی ہوئی

[2] اعمال الصالحین ۱۲

## ذکر خاندان ازواج فرزندان

اب جو باقی ہیں مری فرزند دو — ہے بڑے کا نام اصغر یہہ سنو
اور چھوٹے کا وراثت نام ہے — اب انہیں کے دم سے مجکو کام ہے
شادیاں کرکے ہوا ہیں شاد کام — ہے بہو پھوپی زاد آلِ بلگرام
ہے مری یہہ بھانجی طاعت گذار — اسکے جد کا ہے قبیلہ بے شمار
گو رسول آباد میں ددھیال ہے — بلگرام نامور ننھیال ہے
سید ہادی ہیں جدِ نامدار — اور غنی حیدر پدر تھے ذولفقار
اس کا بھائی بھی بہت ہوشیار ہے — آدھے قصبہ کا وہ نمبردار ہے
عرف پیارے ہے رضی حیدر ہے نام — شغل اس کا ہے کتب بینی مدام
اور بڑی ہے لکھنؤ کی باتمیز — میری سسرالی قرابت کی عزیز
باپ تھے سید حسین نامدار — سید میرن تھے ماموں ذیوقار
اس کے نانا ہیں مثال آفتاب — شہر میں مشہور نامی لاجواب
قوم کے سید محمد نام ہے — ہر طرح بر ان کا نیک انجام ہے
ہے محلہ ایک مفتی گنج کا — لکھنؤ میں اس یہہ کافی ہے پتا

## ذکر قیام حیدرآباد دکن

شوق تھا مجکو عدالت کا بہت — ولولہ سا تھا وکالت کا بہت
لکھنؤ میں امتحاں پہلے دیا — قصد پھر سوئے دکن میں نے کیا
ہیں غلام سید عالی مقام — ان کے گھر میں بس ہوا میرا قیام
ہم وطن ہیں یہہ میرے بھائی یہاں — عرف میں کہتے ہیں سب سید میاں
جنکے والد کا ہوا مذکور ہے — نام ان کا بھی بہت مشہور ہے
سید مومن علی پاک ذات — اون کے یہہ فرزند ہیں والاصفات

ہے جو ایرانی گلی اک نیک نام　　اوس محلہ میں ہوا میرا قیام
سربرآوردہ ہیں اک عالم یہاں　　شہرۂ آفاق ہے نام و نشاں
صاحبِ اخلاق و عابد متقی　　مولوی عالم سخی سید نقی
درس ہے تدریس وعظ و پند ہے　　معتقد ہر ایک دولتمند ہے
خیر ہے دلمیں سدا ہمدرد ہیں　　نیک باتوں میں ہیں یکتا فرد ہیں
بُرد بار و خوش مزاج و خوش صفات　　مخزنِ علم و فقیہہ نیک ذات
کہہ چکا جو جو مدد جنسے ملی　　شرع میں مجکو مدد ان سے ملی
مشغلہ قانون کا جاری کیا　　امتحاں دینے وکالت کا دیا
فضلِ خالق سے ملی مجکو سند　　غیب سے ہونے لگی پھر تو مدد
پھر ترقی دن بدن ہونے لگی　　قدر پھر کرنے لگے میری سبھی
رفتہ رفتہ بڑھ گئی پھر منزلت　　پھر عطا اللہ نے کی مقدرت
اب ہے مسکن حیدرآباد دکن　　ہو گیا عرصہ سے یہ مثلِ وطن

## عذر تقصیر و ہیچمدانی

ختم کی اب میں نے اپنی داستاں　　کر چکا سب قصۂ ماضی بیاں
لکھنؤ میں شاعری کا شوق تھا　　جس کو ایک مدت ہوئی عرصہ ہوا
طبع موزوں درحقیقت ہے مری　　میرا کچھ پیشہ نہیں ہے شاعری
میری لغزش کو نفرمائیں خیال　　عفو فرمائیں سبھی اہل کمال
مثنوی لکھتا ہوں ایسی دلستاں　　جس سے خوش ہو جائیں گے خورد و کلاں
مثنوی دلستاں ہے اسکا نام　　عرف میں سب ہے مثنوی بلگرام

## ساقی نامہ

ساقیا مجکو عطا کر وہ شراب　　ہو میسر جس کے پینے سے ثواب

| | |
|---|---|
| نام ہے جس کا مئے حُبِّ علیؑ | خوش ہے جس سے کبریا راضی نبیؐ |
| گیارہ ساقی اور بھی ہیں جابجا | رہنما ہادی ز آلِ مصطفےٰؐ |
| بس انہیں ساقی سے مجھکو کام ہے | روز و شب اُنکا زباں پہ نام ہے |
| مست ہوں روزِ ازل سے ساقیا | ہوں مئے الفت انہیں کی پی چکا |
| رستگاری کا وسیلہ ہے یہی | ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ علیؑ |
| روزِ محشر ہے تمنا دلی | ہاتھ میں ہو دامنِ آلِ نبیؐ |
| یا الٰہی دے مئے عرفاں مجھے | تاکہ چشمِ دل سے پہچانوں تجھے |

## خطابِ نفس

| | |
|---|---|
| اے مسافر کوچ پر تیار رہو | خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو |
| ٹھاٹھ سب یہ سارا پڑا رہ جائیگا | مال و زر کچھ بھی نہیں کام آئیگا |
| آچکی اب تو صدائے الرحیل | کچھ نہ کی زادِ سفر کی بھی سبیل |
| ہے زمانہ موت کا پیشِ نظر | چاہیئے اب تو گناہوں سے حذر |
| وہ مکاں ہے قبر جس میں در نہیں | بوریہ تکیہ نہیں بستر نہیں |
| قبر کی منزل بہت دشوار ہے | مونس و یاور سے نہ غمخوار ہے |
| ملک و لشکر کام کچھ آتا نہیں | مال دنیا ساتھ کچھ جاتا نہیں |
| نامۂ اعمال ہے میرا سیاہ | کیا کہے گا جاکے تو پیشِ الٰہ |

## مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

| | |
|---|---|
| اے خداوند زمین و آسماں | میں ہوں اک مور ضعیف و ناتواں |
| میں ہوں اک ادنیٰ گنہگار و ذلیل | تو ہے رب العالمیں ربِّ جلیل |
| اپنا دردِ دل کروں کس سے بیاں | رہ گیا تنہا گیا سب کارواں |
| اپنی تنہائی پہ غم کھاتا ہوں میں | رات دن غم سے گھلا جاتا ہوں میں |

بارِ عصیاں ہے مرا حد سے سوا
کیا کروں کس سے کہوں یہہ ماجرا

کوہِ عصیاں اب تو بارِ دوش ہے
جس کا تو عالم سے پردہ پوش ہے

دیکھتا ہے ہر گھڑی سب مجھ سے قصور
رزق پھر دیتا ہے اس پر تو ضرور

میں ہوں اک ناچیز تو ہے کبریا
خالق و مخلوق سے نسبت ہی کیا

ذات ہے تیری کریم و کارساز
تو ہے خلاقِ جہاں اور بے نیاز

رحم بے حد لطف بے پایاں ہے
عفو عصیاں یہہ بھی تیری شان ہی

ہر گھڑی ہر آن ہوں تقصیر وار
رات دن رہتا ہوں تجھسے شرمسار

مضطرب رہتا ہے اب تو [illegible]ن
قلب کو یارب تو کر دے مطمئن

گریہ و زاری ہو آہِ سرد ہو
دل وہ کر دے جس میں خوف و درد ہو

بخش دے میرے گناہوں کو کریم
تو غنی ہے نام ہے تیرا رحیم

جز ترے ہے کون جو بخشے مجھے
تیرا بندہ ہوں سزا دی یا نہ دے

## حصہ دوم مشتمل بہ نصائح

### فضیلتِ علم

علم کا ہے وہ خزانہ بے مثال
صرف کرنے سے نہیں جس کو زوال

علم سے بہتر نہ دولت ہے نہ مال
چور کا کھٹکا نہ رہزن کا خیال

ایسی چیزوں کو نہیں ہوتا زوال
علم ہو یا ہو ہنر یا ہو کمال

قفل ہے اس کا دہن کنجی زبان
قلب ہے اس کا خزانہ بیگمان

### صفت گویائی

یہہ صفت انسان کی پہچان لو
ہے وہی انسان جس میں نطق ہو

قول ہے جیسہ اس میں کچھ رائی نہیں
ہیں بہائم جن میں گویائی نہیں

علم کی انسان بڑھائے شان کو
ہو مقرر چاہیے انسان کو

علم خاموشی سے رہتا ہے نہاں
ہے زباں شمشیر صیقل ہے بیان

خوش بیانی سحر ہے یہ جان لو
ہے بہت اس میں اثر پہچان لو

ہو مسلسل مختصر سلجھا بیاں
صاف لفظوں میں مطالب ہوں عیاں

جس سے دلچسپی ہو وہ تقریر ہو
مان لے ہر شخص یہ تاثیر ہو

## ذکر اہل دنیا

دوست ہیں سب علم کے اہل نظر
دشمنی کا ہے سبب سب مال و زر

اہل دنیا کا طریقہ جان لے
دوست ہیں زر کے عدو زردار کے

تین چیزیں ہیں یہ جھگڑے کی مدام
زر زمین و زن ہے کیا اسمیں کلام

## فوائد صحبت نیک

اچھی باتوں کو کرو تم اختیار
نیک باتوں کو کرو اپنا شعار

ہے مثل مشہور سن اے بے خبر
تخم کی تاثیر صحبت کا اثر

صحبت بد سے کنارہ خوب ہے
صحبتِ بد دل کو نامرغوب ہے

نیک صحبت کے بہت ہیں فائدے
اچھی باتیں دیکھتا سنتا رہے

## مذمت غرور

ہے فنا سب کے لیے اکدن ضرور
چند روزہ زندگی پر کیا غرور

بعد مرنے کے یہ ملتی ہے سزا
ٹھوکریں کھاتا ہے سر مغرور کا

اس تکبر نے کیا شیطاں کو خوار
رات دن لعنت ہی اسپر بے شمار

سر میں نخوت کو جگہ ہرگز نہ دے
اس کا نتیجہ بد اکثر سہے

## مذمت شیطان

چاہیئے انسان کو سمجھتی ہے
مکر سے ابلیس کے ہشیار رہے

سجدہ بجا لایا نہ حکم کبریا
اس نے آدم کو نہیں سجدہ کیا

| | |
|---|---|
| خودعیاں نخوت ہے اس اظہار سے | گل سے آدمؑ۔ میں بنا ہوں نار سے |
| اس کو آدمؑ سے عداوت تھی سدا | اس نے جنت میں انہیں دھوکا دیا |
| نسل سے آدم کے ہے اس کو عناد | کام ہے اس کا سدا کید و فساد |
| چاہیئے انساں کو اس سے حذر | دل میں شیطاں کا نہ ہو ہرگز گذر |
| راندۂ درگاہِ خلاقِ انام | ہو نہیں سکتا کسی جا نیک نام |

## مذمت شراب

| | |
|---|---|
| زشت ہے اور بد ہے دنیا میں شراب | چاہیئے انساں کو اس سے اجتناب |
| اس کے پینے کے نقائص اب گنو | انگلیوں پر عیب اسکے سب گنو |
| سینہ حدت سے جلے دل ہو کباب | خرچ ہو زر اور حالت ہو خراب |
| راز دل ہوتا ہے اس سے آشکار | اور حواس و ہوش ہوتے ہیں فرار |
| پاؤں رکھتا ہے کہیں پڑتا کہیں | اپنے جامہ میں بشر رہتا نہیں |
| عقل سے اس کو نہیں کچھ کام ہے | بے خودی سے مست ہے بدنام ہے |
| سنتے آئے ہیں زمانہ سے سدا | بد بھلا بدنام ہوتا ہے برا |
| مے کشی کے عیب یہہ پہچان لو | دیکھہ لو خود آنکھہ سے اور جان لو |
| ظاہری جو نقص ہیں وہ کہہ دیے | شرع کے احکام اب باقی رہے |
| احمدِ مرسل نے با حکم خدا | اپنی امت پر حرام اسکو کیا |

## نقل مذمت دروغ

| | |
|---|---|
| نقل ہے اک پیر کی اسطرح پر | تین تھے حق نے دیئے اسکو پسر |
| تھے طبائع مختلف طینت جدا | پیر کرتا تھا نصیحت بارہا |
| ایک سچائی میں تھا بے انتہا | دوسرے پر جھوٹ کا تھا خاتما |
| تیسرے جھوٹے بھی اور سچے بھی تھے | پاس یہہ سب باپ کے رہتے بھی تھے |

تھا جو چھوٹا اوس سے ناخوش تھا پدر
بددعا کرتا تھا وہ شام و سحر

پوچھا لوگوں نے سبب اسکا ہے کیا
کس لیے کہتے ہو اسکو بددعا

بولتا جو جھوٹ ہے بے انتہا
چاہیئے حق میں اوسی کے بددعا

تب دیا اوس پیر نے اوسکو جواب
اور کیا اس طرح پر اوسنے خطاب

راست بازی کی ثنا موجود ہے
باعث خوشنودی معبود ہے

جس سے راضی ہو خدا راضی رسول
عزت دارین ہے اس کو حصول

اعتبار و عزت و توقیر ہے
راست گوئی کی عجب تاثیر ہے

سب یقین کرتے ہیں اسکی بات کو
اور دعا کرتے ہیں اس کی ذات کو

اس سے دنیا میں ہے انساں کو فروغ
اور مخالف اس کے ہیں کذب و دروغ

جھوٹ سے انسان ذلیل و خوار ہی
بات اس کی لغو ہے بیکار ہے

مانتا کوئی نہیں سچی بھی بات
فائدے یہ جھوٹ میں ہیں یہ صفات

اعتبار اس کا کوئی کرتا نہیں
خوبیوں کا دم کوئی بھرتا نہیں

صاف لفظوں میں بیاں سب کر چکا
جھوٹے اور سچے کا جو معیار تھا

اب ذرا انصاف سے کر لو نظر
بیچ میں ہے جھوٹ سچ کی کہو پسر

کس قدر تکلیف وہ ہے دیکھ لو
از رہ انصاف تم خود بھی کہو

دونوں باتوں میں یقیں مانے کسے
کسکو سمجھے جھوٹ سچ جانے کسے

رات دن اہل غرض آتے ہیں سب
اور دعا دیتے کے پھر جاتے ہیں سب

گھر میں حاجت مند رہتے ہیں بھرے
ایسے موذی کو خدا غارت کرے

اس سبب سے بددعا کرتا ہوں میں
رات دن اس رنج میں مرتا ہوں میں

## صفت سگ

فرق کیا انسان اور حیوان میں
جب نہو کچھ بھی صفت انسان میں

ہے نجس کتا مگر یہہ جان لو ۔ دس صفت مومن کی ہیں پہچان لو
رات دن رہتا ہے باحالِ تباہ ۔ اپنے مالک کا ہمیشہ خیر خواہ
اسکے دل میں بغض کچھہ رہتا نہیں ۔ مار بھی کھاتا ہے کچھہ کہتا نہیں
مار کھانے پر بھی رہتا ہے صبور ۔ عفو کر دیتا ہے جلد سے قصور
کام پر اپنے سدا تیار ہے ۔ ہے محافظ اور شب بیدار ہے
مل گیا جو کچھہ اسی پر ہے گذر ۔ چھوڑ کر جاتا نہیں مالک کا در
کام شب کو بھی کیا کرتا ہے یہہ ۔ پہرہ ڈیوڑہی کا دیا کرتا ہے یہہ
چاہیئیں یہہ خصلتیں انسان میں ۔ جو کہ ہیں موجود اس حیوان میں

## قصۂ سکندر

نظم کرتا ہوں عجب ایک داستان ۔ سُنکے خوش ہوں جسکو سب پیر و جوان
ہے سکندر کا یہہ قصہ ایکدن ۔ سیر کو نکلا نہایت مطمئن
ساتھہ تھی کچھہ فوج اور طبل و علم ۔ منزلوں تھا دور اُس سے رنج و غم
اک خرابہ میں ہوا اُس کا گذر ۔ ایک بوڑہے پر پڑی اُس کی نظر
تھی چمک رخ کی مثالِ آفتاب ۔ نور تھا ایسا خجل ہو ماہتاب
جبکہ اسکندر قریب اُس کے گیا ۔ پیر جس حالت میں تھا بیٹھا رہا
پوچھا غصہ سے سکندر نے بتا ۔ کون ہے تو کیا ہے تیرا ماجرا
کس تصور میں پڑا رہتا ہے تو ۔ خواب غفلت میں سدا رہتا ہی تو
تو نہیں واقف میں شاہنشاہ ہوں ۔ صاحبِ اقبال و عز و جاہ ہوں
سات اقلیموں کا ہوں فرمانروا ۔ ہیں مرے محکوم سب شاہ و گدا
کل جہاں پر کیا مرا قبضہ نہیں ۔ کیا سنا تو نے مرا قصہ نہیں
لے لیا دریا سے بھی میں نے خراج ۔ شہرۂ عالم ہے میرا تخت و تاج

ہے قدم میرا سر افلاک پر — کبر سے بیٹھا ہے تو کیا خاک پر
کیوں نہیں اٹھا سر تعظیم کو — سر جھکایا کیوں نہیں تسلیم کو
یوں دیا تب پیر نے اسکو جواب — سر اٹھا کر یوں کیا اوس نے خطاب
خواب غفلت میں نہیں بیدار ہوں — ہر طرح پر تجھ سے میں ہوشیار ہوں
اہل دنیا سے غرض مجھکو نہیں — میں نہیں ملتا نہ جاتا ہوں کہیں
ہے بھروسہ مجکو اوس کی ذات پر — یہ جگہہ شاہد ہے خود اسبات پر
تو اگر عالم کا شاہنشاہ ہے — اہل دنیا سے مجھے اکراہ ہے
فائدہ کیا ہے جو تخت و تاج ہے — تو بھی خالق کا سدا محتاج ہے
مال و زر دنیا سے گو حاصل کیا — ہاتھ خالی جائیگا پیش خدا
طاعت خالق میں اک عمر ہوا — سر مرا جھکتا ہے پیش کبریا
گردش افلاک سے ہے لیل و نہار — مثل تیرے ہونگے پیدا بے شمار
رو دیا سنکر سکندر نے جواب — گر پڑا قدموں پہ با چشم پر آب

## حکایت تربیت اولاد

نقل ہے اک یہ نہایت دلپذیر — صاحب دولت تھے اک نامی امیر
تھا جو شامل حال فضل کبریا — مال و زر خالق نے سب کچھہ تھا دیا
عمر جب آخر ہوئی تب اُنکے گھر — بعد مدت کے ہوا پیدا پسر
رات دن نازوں میں وہ پلنے لگا — رفتہ رفتہ گھٹنیوں سے چلنے لگا
جب ہوا پڑھنے کے قابل وہ پسر — تسمیہ خوانی ہوئی با کر و فر
تربیت کا تھا نہ کچھہ اُس کی خیال — گو کہ خالق نے دیا سب کچھ تھا مال
یہ سمجھتے تھے بہت ہے مال و زر — آس سے ہو جائے گی بچے کی گذر
مال و زر جس شخص کو اللہ دے — نوکری کی کیا ضرورت ہے اُسے

اُس کی دلجوئی سدا مقصود تھی
لال کیا تھا جان بھی موجود تھی

بے ہُنر بے علم بھی گو یہہ رہے
پر نہ آدھی بات بھی کوئی کہے

عادتیں جب ہو گئیں اُس کی خراب
باپ ماں کو وہ لگا دینے جواب

تربیت کے بدلے لُطف اور پیار تھا
کھیلنے میں وہ سدا سرشار تھا

دی جگہہ دل میں خیالِ خام کو
کچھ نہ سوچے شیخ جی انجام کو

آخرش عدِ مقابل ہوگیا
خود خبر لینے کے قابل ہوگیا

جب ہوا وہ فضلِ خالق سے جوان
شب کو بھی آنے لگے کچھ مہمان

ایسے خودرفتہ ہوئے خود سر ہوئے
اپنے جامہ سے میاں باہر ہوئے

باپ ماں کا تھا نہ مطلق اختیار
تھا تماشہ شب کو دن کو تھا شکار

دِل پہ قابو نہ زباں پر اختیار
دھینگا مشتی گالی گفتہ تھا شعار

مال و زر سب باپ کا غارت کیا
جاؤ بیجا جس کو چاہا دے دیا

دیکھکر یہہ حالتیں اُس کی سدا
ناک میں دم ہو گیا ماں باپ کا

تربیت کا جو نہیں رکھتے خیال
ایسے لوگوں کا یہی ہوتا ہے حال

چاہیئے تعلیم میں کوشش کرے
چشم پوشی کے نتیجے ہیں بُرے

سُن لیا قصہ یہہ بد اطوار کا
جان لو یہہ ہے نتیجہ پیار کا

چاہیئے اولاد کو تعلیم دے
اور بُرے افعال کا دشمن رہے

مال و زر باقی بھی رہتا ہے کہیں
مال و دولت کا بھروسہ ہے کہیں

علم کو ہرگز نہیں ہوتا زوال
چاہیئے انساں کو سیکھے کچھ کمال

## قصہ باز

شاہ اک نامی تھا ملکِ غیر کا
شوق تھا اوس کو شکار و سیر کا

ایک دن راہی ہوا بہرِ شکار
اسکی ہمراہی میں تھے سب باندار

ہاتھ پر خود شاہ کے اک باز تھا / اتفاقاً ہاتھ سے وہ اُڑ گیا
شاہ کے نزدیک وہ ممتاز تھا / باز وہ بازوں میں نامی باز تھا
اس قدر تیزی سے پہنچا اوج پر / جس طرح اہل بصارت کی نظر
تھا قضا را ایک طائر بھی وہاں / باز تا حدِ نظر پہنچا جہاں
ہو گیا تدِ مقابل صید جب / صید کی قوت ہوئی معلوم تب
باز کے بھی نچ گئے سب بال و پر / گر گئی منقار اوس کی ٹوٹ کر
ہو سکے کیوں کر بیاں کیدِ شکار / باز یہ خود ہو گیا صید شکار
قوتیں زائل ہوئیں گھائل ہوئے / ضعف سے سوئے زمیں مائل ہوئے
پھر زمین پر وہ دمِ آخر گئے / ایک پیر زال کے گھر گر گئے
اس کا گھر بیٹھے پہ آیا مدعا / اس ضعیفہ نے لیا اس کو اٹھا
دھیان آیا پھر شکار جائیں کہیں / بال و پر کترے کر ضعیفہ نے وہیں
ہو رہے آزاد اور آرام سے / قید میں زندہ کہو کیوں کر رہے
باز پہلے مر گیا خود صید سے / چھٹ گئے دونوں وہ دامِ قید سے
اب ذرا کر تو نتیجہ پر خیال / سوچ لو خود اس کا جو کچھ ہے مآل
اپنی قوت پر نہ کر تو اعتبار / اپنے دشمن سے سدا رہ ہوشیار
ہے وہ پیر زال دنیا مان لو / پر کترتی ہے یہی پہچان لو

## نقل بخیل

نقل ہے اک پیر دولت مند تھا / مالِ دنیا سے بہت خورسند تھا
یہ بھی تھا قاروں بس اپنے وقت کا / تھے خزانے دفن اسکے جا بجا
رات دن تکتا تھا اپنے مال کو / دیکھتا تھا کچھ نہ اپنے حال کو
مال و زر کا ناگ تھا گویا بخیل / اتفاقاً ہو گیا اک دن علیل

ہوگئی حالت بہت اُس کی خراب — اور مرض سے بڑھ گیا کچھ اضطراب
لوگ آئے دیکھنے کو اُس کا حال — تب کیا ہر ایک نے اُس سے مقال
ڈاکٹر نزدیک ہے اک خوش مزاج — اُس کو بُلواؤ کرو اپنا علاج
مال و دولت ہے اِسی دن کیلیے — تجکو خالق نے خزانے ہیں دیے
مال صدقہ جان کا ہے مان لو — جان ہے تو ہے جہاں پہچان لو
تب دیا غصہ سے اُسنے یوں جواب — اب سے چلے جاؤ مرے گھر سے شتاب
غصہ بڑھتا ہے تمھاری بات سے — فائدہ کیا ہوگا بو قی لات سے
ڈاکٹر کو گرچہ دیتا مال و زر — جب رہنا کس طرح یہ میرے گھر
میں کروں برسوں ہیں یکجا مال و زر — ڈاکٹر لے جائے دم میں آن کر
پھر دوا کے واسطے درکار ہے — میری کوٹھی کیا ہے اک سرکار ہے
جان جائے یا رہے پروا نہیں — ڈاکٹر کو میں تو کچھ دیتا نہیں
سُن کے یہ راہی ہوئے سب اپنے گھر — درد سے تڑپا کیا یہ بدگہر
اتفاقاً ہوگیا اچھا یوں ہیں — ایسے اکثر بخیل جلد مرتے ہیں کہیں

## قصہ حاسد

نقل اک حاسد کی ہے یہ پُر مذاق — دل میں اُس کے تھا بھرا بغض و نفاق
اُس کے ہمسائے میں تھا اک پیر مرد — اُس سے یہ رہتا تھا جو پائے نبرد
حق ہمسایہ سمجھکر وہ سدا — بھیجتا تھا تحفے اور اچھی غذا
اُس کے بدلے بد دعا کرتا تھا یہ — سرد آہیں رات دن بھرتا تھا یہ
دیکھکر اُس کو سدا ملتا تھا ہاتھ — بغض تھا ہی تھا اُس کو اسکے ساتھ
راستہ میں اُسنے کھودا اک کنواں — کر دیا پتّوں سے پھر اُس کو نہاں
پیر کچھ بیمار اُس دن ہوگیا — بچہ حاسد اُسی دن سو گیا

تھی پریشانی اُسے بے انتہا
بد جو اسی میں اُسی جانب گیا

اُس گڑھے میں گر گیا وہ خود بخیل
فعل بد اپنے ہوا از خود ذلیل

پھر پڑھا مصرع یہہ با حالِ تباہ
چاہ کن را می شود در پیش چاہ

پوچھا لوگوں نے سبب اسکا ہے کیا
پیر سے کس واسطے ہو تم خفا

تب کہا اوس نے سُنو تم سب ذرا
ہے ہمارا اوس کا جو کچھ ماجرا

رات دن یہہ عیش سے رہتا ہے شاد
یہہ عداوت ہے یہی جھگڑا فساد

اُس کو دنیا کا مہیا عیش ہے
اس لئے غصہ ہے مجکو طیش ہے

یہہ تو کہائے راحت و آرام سے
صبح کی ہو فکر مجکو شام سے

تب دیا لوگوں نے اُسکو یہہ جواب
چھوڑ دے اس کو یہہ عادت ہے خراب

ہے مقدر اپنا اپنا اس میں کیا
رنج کرنے سے تجھے کیا فائدا

کام کیا دنیا میں کچھ تجھکو نہیں
بے سبب یہہ دقتیں کیوں مول لیں

شکر کرتا ہے خدا کا وہ سدا
اس لئے اللہ نے سب کچھ دیا

## نقل عابد

یہہ بھی قصہ ایک عبرت خیز ہے
غور سے دیکھو تو درد انگیز ہے

قوم اسرائیل سے تھا اک جوان
آگیا دل میں یہہ اُس کے ناگہاں

طاعتِ خالق میں کاٹو زندگی
اب کرو اللہ کی کچھ بندگی

اہلِ دنیا سے منھہ اپنا موڑ کر
چل دیا جنگل میں بستی چھوڑ کر

کی عبادت اُس نے جب چالیس سال
جب ہوا شیطاں کو اُسکا کچھہ خیال

اتفاقاً شہ کی دختر تھی علیل
اُس کے بچنے کی نہ تھی کوئی سبیل

سب طبیب و ڈاکٹر حیران تھے
رات دن کرتے تھے باہم مشورے

فائدہ کچھہ بھی نہ آتا تھا نظر
تھا ترقی پر مرض آٹھوں پہر

زندگی سے ہوگئی جب سب کو یاس
کرد یئے فرزند اپنے اُس کی ساتھ
عرض کی عابد سے اس کے واسطے
تب کہا عابد نے تم سن لو ذرا
میں کروں گا وقت تنہائی دُعا
رشتۂ اُلفت کو اب تم توڑ دو
سنکے یہہ دونوں گئے پھر سرکار
نفس آمارہ نے پھر دی اشتعال
پیروی پھر اس نے کی ابلیس کی
بیخودی جب بڑھ گئی بے باک کی
حضرت ابلیس موقع پا گئے
یوں کہا دیکھا ہے میں نے واقعہ
سوچنے کا اب تجھے موقع نہیں
یہہ کہے گی اپنا سارا واقعہ
اب یہی تدبیر ہے کرلے یقیں
الغرض ظالم نے ایسا ہی کیا
آئے شہزادے بھی اتنے میں وہاں
یہہ کہا اُس نے خبر مجکو نہیں
میں عبادت میں تھا مجکو کیا خبر
ڈھونڈنے نکلے وہ باحالِ خراب
اُس جگہ ابلیس تو موجود تھا

بھیجا شہ نے اُسکو پھر عابد کے پاس
لائے پھر بیمار کو وہ ہاتھوں ہاتھ
آپ خالق سے دعا فرمائیے
ہے دُعا کرنے کا موقع دُوسرا
کیا عجب حاصل جو ہو اسکو شفا
اس مریضہ کو یہیں پر چھوڑ دو
دیکھکر صورت ہوئے یہہ بیقرار
ہوگیا پھر عقل میں اس کے زوال
ضبط کی طاقت بھی سب زائل ہوئی
کی اطاعت خواہشِ ناپاک کی
بن کے ایک عورت کی صورت آگئے
اب چھپانے سے تجھے حاصل ہے کیا
آگئے بھائی اگر اس کے کہیں
سوچ لے تیرے لئے ہوگا بُرا
قتل کر کے دفن کر زیر زمیں
ہوچکا جب ختم یہہ سب واقعا
پوچھا عابد سے مریضہ ہے کہاں
ڈھونڈو اس جنگل میں ہوگی وہ کہیں
کسطرف راہی ہوئی پہنچی کدھر
با دلِ رنجور و باچشم پُرآب
یہہ سُنی سو جھی ادے سے سنئیے مزا

* حسن پر اس کے پھر عاشق ہو گئے [illegible]

گریہ وزاری لگا کرنے وہاں
ناگہاں رونے کی آئی جب صدا
پوچھا کیوں روتی ہے کیا ہے ماجرا
ظلم اک عورت پہ عابد نے کیا
فعل بد پہلے کیا ناپاک نے
کر دیا زیر زمیں اُس کو نہاں
قبر خود کھودی نکالا لاش کو
ہوگئے حیرت زدہ سب خاص و عام
مشکیں باندھیں فاسقِ خونخوار کی
لیگئے دربار شاہی میں اُسے
دونوں شہزادوں نے سارا ماجرا
طیش آیا شہ کو سنکر واقعہ
فعل بد کی یہہ سزا اُس کو ملے
آگئے اتنے میں پھر اُستاد جی
وقت گو باقی نہیں کچھ بھی رہا
بس کرو سجدہ مجھے یہہ مان لو
حکم کی تعمیل کی مکار نے
دین بھی ایمان بھی سب کچھ گیا
ہوگئی تعمیل حسب الحکم شاہ
عابد مکار سے بچتے رہو

دفن تھی مقتول شہزادی جہاں
بیٹھ گئے اُس سمت دونوں مہ لقا
رو کے پھر ابلیس نے اُن سے کہا
رنج اُس کا ہے مجھے بے انتہا
مار ڈالا پھر اُسے سفاک نے
قبر کا اُس کے یہی تو ہے نشاں
کر دیا ظاہر گناہِ فاش کو
اور خلقت کا ہوا پھر اژدہام
کی مرمت واجبی مکار کی
تھا تعجب خلق کو یہہ دیکھ کے
دست بستہ عرض پیش شہ کیا
حکم اک جلاد کو فوراً دیا
سنگسار اول کرو پھر قتل اُسے
بولے میں تجھکو چھوڑتا ہوں ابھی
تم اگر اب بھی کہا مانو مرا
جان بچ جائے گی یہہ سچ جان لو
مانا شیطاں کا کہا خونخوار نے
پیروِ شیطان کو یہہ ثمرہ ملا
لی جہنم کی پھر اُس فاسق نے راہ
رات دن شیطان پر لعنت کہو

ایک عجب عنوان کی یہ نقل ہے
بات سچی ہے قرینِ عقل ہے

رُوم کا تھا ایک نامی شہریار
خوبیاں اُس میں تھیں بیحد بے شمار

ہو گیا دنیا سے اُس کا انتقال
رنج اُس کا تھا رعیت کو کمال

اُس کی اک دختر تھی نیک و پارسا
شوق روز و شب اُسے تھا علم کا

ہو گئی پڑھ لکھ کے وہ جب دم جوان
اور ہوئی وہ رُوم کی پھر حکمران

عالمہ تھی باعمل وہ نیک ذات
پاک تھی طینت تھی اور تھی خوش صفات

تھی وہ شہزادی عقیل و ہوشیار
یاد تھے اُس کو مسائل بے شمار

عقل سے اور عدل سے لیتی تھی کام
اس سبب سے تھی بہت وہ نیکنام

شاہ میں جو وصف ہونا چاہیئے
وہ طریقے اس کو سب معلوم تھے

دیر گیر و زود عفو و رحم دل
عزم پر اپنے سدا تھی مستقل

صاحبِ اقبال تھی اور تھی سخی
بے تعصب نیک نیت اور جری

صاحبِ صبر و تحمل بُردبار
دل میں تھا خوفِ خدا لیل و نہار

مُلک تھا آباد عدل و داد سے
دل پہ ہوتا تھا اثر فریاد سے

جانچتی تھی پہلے ہر اک بات کو
مشورہ کرتی تھی دل سے رات کو

تھا وزیر اُس کا نہایت خوش صفات
تجربہ کار و عقیل و نیک ذات

تھا تعصب کچھ نہ اُسکی ذات میں
چین سے سوتی تھی خلقت رات میں

چُن کے لے آیا تھا ہر اک شہر سے
اہلکار اچھے جہاں تک مل سکے

اُس نے قائم کی تھی ایسی انجمن
باغ میں جس طرح پھولوں کا چمن

اُس کے پر پرزے تھے وہ سب خوش صفات
عقلِ کل سے تھے سلطنت کے نیک ذات

صاحبِ تدبیر تھی وہ علم سے
کام لیتی تھی ہمیشہ حلم سے

سلطنت برسوں یونہیں چلتی رہی
ساعتِ بد آخرکار آ گئی

مر گیا پس دفعتاً عاقل وزیر
مبتلائے غم ہوئے برنا و پیر

تھا جو اپنے وقت کا وہ بے عدیل
اُس کے صدمہ سے ہوئی ملکہ علیل

ہو گئی اُس کی بہت حالت خراب
دیدیا سارے طبیبوں نے جواب

شہر نا پرساں کی حالت ہو گئی
غدر کی خلقت کو عادت ہو گئی

کشت و خوں چوری بچکاری لوٹ مار
رہزنی ڈاکہ نقب ہر جا تمام

جب ہوئی ملکہ کو صحت اور شفا
تب کہا لوگوں نے سارا واقعا

انجمن جو تھی وزیرِ نیک کی
اُس کی تب دربار میں طلبی ہوئی

جب ہوئے حاضر وہ سب دربار میں
منتخب ہونے لگے سرکار میں۔

سو میں دس اور دس میں دو اور دو میں ایک
عالم و فاضل مدبر اور نیک

ایک کو سب میں سے آخر چن لیا
اور قلمدانِ وزارت دے دیا

پھر دیانت پر حلف اُس سے لیا
حکم یہ ملکہ نے پھر اُس کو دیا

تین دن میں گر نہ ہوگا انتظام
قتل میں تجھکو کروں گی لا کلام

انتظام اُس نے کیا جو وہ بے نظیر
خوش ہوئے اُسوقت کے برنا و پیر

ہر محلہ میں تھے جو جو سرغنا
بے گماں اعلان اُن کو دیدیا

شہر میں ہوگا کہیں پر شور و شر
تم کو ہم پکڑیں گے بے خوف و خطر

قید کی دینگے سزا ہر ایک کو
حکم شاہی ہے اسے پہچان لو

کر چکے سابق میں تم جو جو قصور
عفو فرمایا ہے ملکہ نے ضرور

جب ہوئی معلوم خلقت کو یہ بات
ہے معین اک وزیرِ نیک ذات

حکم یہ ہر ایک کو پہنچا جہاں
مثلِ سابق ہو گیا امن و اماں

آ گئی پیغام عروسی جس گھڑی
تب کیا اعلان ملکہ نے یہی

چند شرطیں ہیں عروسی میں مری
اُن سے خلق اللہ کو ہو آگہی

شاہ ہو مفلس ہو گدا ہو یا امیر
دے گا جو میرے سوالوں کا جواب
گر نہ دے گا اُن سوالوں کا جواب
جب اشاعت ہو چکی اسباب کی
آئے شہروں سے کئی عالم وہاں
علم کا اون سب کے پھر عقدہ کھلا
کوئی ڈر سے قید کے آتا نہ تھا
ایک عالم تھا فقیہ نامدار
نام تھا عبد العلیم ذی وقار
حافظ قرآں بھی تھا وہ لاکلام
سُن کے شہرہ وہ چلا ملکہ کے پاس
الغرض پہنچا وہ ملک روم جب
منعقد کی ایک مجلس برملا
بحث کا آغاز ہے اسطور سے
نامور ملکہ نے پوچھا اُس سے کہا
تب دیا ملکہ کو یہ اُسنے جواب
آئی جسدم شمع روشن کردیا
عرض کی منہ اسکا ہے کس سمت کو
رُوشنی تھی چار جانب برملا
پھر کیا ملکہ نے اُس سے یہ سوال
ہے جگہ رہنے کی خالق کے کہاں

ہو وزیر و نیخر دیا ہو فقیر
ملک ہے اُسکی میرا ملک وشباب
قید بے شک ہوگا وہ خانہ خراب
راز دل اُس کا ہو جب منجلی
ہوگئے عاجز بوقت امتحاں
شرط جب ہاری ملی اون کو سزا
ہوگیا تھا پست سب کا حوصلا
یاد تھیں اُس کو حدیثیں بیشمار
ملک ترکستان کا تھا وہ نامدار
اور تفسیریں بھی تھیں ازبر تمام
مطمئن دل شاد بے رنج و ہراس
اور ہوا ملکہ کو یہ معلوم جب
مجتمع عالم ہوئے سب ایک جا
شوق سے ہر ایک سُننے اور غور سے
منہ خدا کا کس طرف ہے یہ بتا
شمع اک منگوا دیجئے عالیجناب
بیچ میں کمرے کے اُس کو دھر دیا
جس طرف اسکا ہے رخ ارشاد ہو
چپ رہی ملکہ نہ کچھ اُسنے کہا
یہ بتاؤ اے فقیہ خوشخصال
عرش یا کرسی زمیں یا آسماں

تب کہا اُس نے خدا ہے لامکاں — اُس کے رہنے کا ٹھکانا ہی کہاں
ہر جگہہ موجود ہے کر تو یقیں — اُسکے رہنے کی جگہہ کوئی نہیں
دل میں ویرانے میں اور بستی میں ہے — بحر میں رفعت میں اور پستی میں ہے
عرش ہو یا فرش ہو یا آسماں — ہر جگہہ جلوہ ہے خالق کا عیاں
حاضر و ناظر ہے اور ہے باخبر — ہے رگِ گردن سے وہ نزدیک تر
علم و قدرت اُسکی ہیں وہ اُستوار — کر لیا ہے دونوں عالم کا حصار
جسم سے ہے نہ آنکھ ہے نہ کان ہے — دیکھتا سنتا ہے یہ بھی شان ہے
پھر کیا ملکہ نے یہ اُس سے سوال — اے فقیہہ پاک طینت خوشخصال
ہے شجر وہ کونسا جو ہے نفیس — جسکے بارہ ١٢ شاخیں اور پتے ہیں تیس ٣٠
رنگ پتوں کا ہے اک جانب سیاہ — دوسرے جانب سفیدی مثلِ ماہ
تب دیا ملکہ کو یہ اُس نے جواب — اے سپہر مملکت کی آفتاب
سال ہے مثلِ شجر پہچان تو — شاخیں ہیں بارہ مہینے مان تو
تیس پتوں کا ہے مطلب آشکار — تیس دن ہیں ماہ کے کر تو شمار
دن ہے روشن اور ہے تاریک شب — اختلافِ رنگ کا ہے یہ سبب
پھر کیا ملکہ نے یہ اُس سے سوال — اے فقیہہ پاک دل نیکو خصال
سب میں پہلے تھے جو جنت میں شجر — پھر ہوا دنیا میں اُن سب کا گزر
نام لو اُن کے اگر معلوم ہیں — ہیں شجر اب بھی وہ یا معدوم ہیں
تب کہا اُس نے بہت مشہور ہیں — دیکھ لو خرما انار انگور ہیں
پھر کیا ملکہ نے اُس سے یہ سوال — اے فقیہہ نیک عادت خوشخصال
پانچ چیزیں پانچ کو کھاتے ہیں جو — جسم و جاں جن میں نہیں ہے وہ کہو
تب دیا اُس نے یہ ملکہ کو جواب — عرض ہے خادم کی یہ مالیجناب

توبہ کھاتی ہے گناہوں کو مدام
مان لو یہہ بات شک اسمیں نہیں
اس سے بدتر بھی ہے کوئی اور شئے
جانتے ہیں اس کو سب اہل زمیں
پھر کیا ملکہ نے یہہ اُس سے سوال
اب بتاؤ سونچکر بعد از شمار
تب دیا اُس نے یہہ ملکہ کو جواب
سابقہ ہے اور سفر ہے قرض ہے
حال کھلتا ہے سب انسان کا
قرض مقراض المحبت ہے ضرور
کس طرح ہوتی ہے اسمیں گزر
پھر کیا ملکہ نے یہہ اُس سے سوال
قبل ہیں اور بعد میں اللہ کے
تب دیا اُسنے یہ ملکہ کو جواب
آپ کو گنتی اگرچہ یاد ہو
بعد دس کے کیا ہے یہہ بتلائیے
اُنگلیوں پر جب کیا اُسنے شمار
اُنگلیاں کل دس ہیں آگے کیا کہوں
ایک کے پہلے نہ دس کے بعد ہی
تب کہا عالم نے اس کو جان لو
ہے وہی اوّل وہی آخر خدا

صدقہ کھاتا ہے بلا کو لاکلام
سب ہے غذا غیبت کی طاعت بالیقیں
رزق کا دشمن ہمیشہ کذب ہے
عمر کو کھاتا ہے غم کر لو یقیں
اے فقیہ پاک طینت خوشخصال
دوستوں کی آزمائش کا عیار
تین چیزیں ہیں یہی عالیجناب
آزمائش کرنا انہیں فرض ہے
سابقہ سے نیت اور ایمان کا
جانچ لیں اس امر کو اہل شعور
حال دل کھلتا ہے گر ہو ہم سفر
اے فقیہ نیک عادت خوشخصال
کیا تھا اور کیا ہوگا یہ بتلائیے
اے جناب عالیہ گردوں رکاب
ایک سے اوّل ہے کیا ارشاد ہو
اُنگلیوں پر گن کے یہہ فرمائیے
تب کہا اُسنے فقیر نادار
پس یہی لازم ہے مجھکو مان لوں
قول یہہ تیرا نہایت سعد ہے
قبل کو اور بعد کو پہچان لو
اس سے خود ہوتا ہے ظاہر مدعا

پھر کیا ملک نے اُس سے یہ سوال
اسے فقیہ نیک عادت خوشخصال

حضرت انسان کے جسم و مال کی
کس طرح تقسیم ہے اعمال کی

تب کہا اُسنے اسے سُنیئے ذرا
جان تو ہے مال عزرائیل کا

مال ہے وارث کا حصہ لاکلام
نیکیاں لیجائیں سگے دشمن تمام

گوشت ہے حصہ کرم کا بیگماں
خاک کے حصہ کے ہیں سب استخواں

پھر کیا ملک نے اُس سے یہ سوال
اسے فقیہ نیک عادت خوش خصال

تم بتاؤ گے نہیں کچھ اسمیں شک
کون پیغمبر ہیں زندہ آج تک

پھر دیا اُس نے جواب مختصر
عیسٰیؑ و الیاسؑ و ادریسؑ و خضرؑ

پھر کیا ملک نے یہ اُس سے سوال
اسے فقیہ عالم و الاخصال

نام اون کے اب بتاؤ تم شتاب
نکلے جنت سے ہوا جنپر عتاب

تب کہا اُسنے سُنو اے ذی وقار
آدمؑ و حوّا و شیطاں مور و مار

پھر کیا ملک نے یہ اُس سے سوال
اسے فقیہ نامور عالی خصال

حضرت آدمؑ کو جب پیدا کیا
اون کو خالق نے عطا کیا کیا کیا

آٹھ چیزیں ہیں جو کہ اُن کے واسطے
حق نے پہلے بھیجی وہ بتلائیے

عرض کی اُسنے عطائے کبریا
موت و الفت صبر بعد اسکے حیا

پھر طمع اور حرص و نفس و عقل ہے
اسطرح سینے ہمنی یہ نقل ہے

پھر کیا ملک نے یہ اُس سے سوال
اسے فقیہ خوش بیاں شیریں مقال

نیک باتیں اب کہو جو یاد ہوں
جو عمل ہیں خوب وہ ارشاد ہوں

عرض کی اُسنے کہ اے عالیجناب
دل سے سُنیئے یہ جواب باصواب

پنجگانہ ہے نماز کبریا
یہ کہ وہ طاعت ہے کہ راضی ہے خدا

جس سے عزت ہے جہاں انسان کی
وہ تلاوت ہے سدا قرآن کی

ہے عزیز خلق وہ بس نامور
گر تمنا ہے کہ توبہ ہو قبول
جانکنی کی سختیاں دشوار ہیں
اس سے بچنے کا طریقہ جان لو
ہے بزرگی اپنی گر مد نظر
حق کی جویا ہے اگر اے نیکنام
نیک نامی ہے اگر مد نظر
ہو محبت خلق کو گر ہے خیال
طول عمر اس میں ہے بیشک لا کلام
غیب سے روزی ملے ہے گر خیال
آتش دوزخ کا ڈر ہے گر تجھے
ضبط کر غصہ کو دل رکھ اپنا شاد
طیب و طاہر جو روزی ہو حصول
کر نصیحت دوستوں کو بیگماں
کر تو اصلاح تا ملے رتبہ تجھے
جس نے کی ماں باپ کی اپنی خوشی
نامۂ اعمال قدسی لا کے دیں
گر شفاعت اپنی ہے مد نظر
شاد ہمسائے کو رکھے جو بشر
دے چھپا کر صدقہ گر اے نیکنام
جب کیا عالم نے اس حد تک بیان

جو عذاب حق سے کرتا ہے حذر
گریہ کر وقت دعا ہو گر قبول
مثل گل ہے جسم اور وہ خار ہیں
ہے مریضوں کی عیادت مان لو
صرف کر راہ خدا میں مال و زر
ہے خدا واحد سمجھ دل سے مدام
ہر گھڑی خوف خدا میں کر بسر
ترک کر نخوت غرور اے خوشخصال
رحم کر خویشوں عزیزوں پر مدام
با طہارت رہ سدا اے خوشخصال
یاد ہے اس کا عمل بھی الکے تجھے
قہر خالق کو سدا رکھ دل میں یاد
ہے تعجب کیا دعائیں ہوں قبول
پلہ میزان عمل کا ہو گراں
زیر عرش حق جگہ تجھ کو ملے
اس سے راضی ہے خدا راضی نبی
روز محشر اس کے سید ہے ہاتھ میں
صاحب اولاد کی رکھ تو خبر
ہو رسول پاک کی اس پر نظر
ہو حفاظت قہر حق سے لا کلام
ہو گئے خوش سب کے سب خورد و کلاں

تھی صدائے آفریں ہر سو بلند
ہو گیا خاموش پھر وہ ارجمند

مل چکے جب سب جواب باصواب
پھر کہا ملکہ نے یہ اس سے خطاب

شرطیں میری ہو چکیں پوری تمام
عقد میں مجھکو نہیں اب کچھ کلام

حکم تب قاضی کو یہ اس نے دیا
عقد کا خطبہ پڑھوا سے باخدا

عقد کا صیغہ پڑھا قاضی نے جب
دھوم خلقت میں ہوئی شادی کی تب

تخت پر اس کو بٹھایا شان سے
علم پر وہ تھی فدا سو جان سے

حکمراں اپنی جگہ پر کر دیا
تاج اپنا سر پہ اس کے دھر دیا

کر دیا اعلان یہ باصد وقار
حکمراں ہے آج سے یہ نامدار

اس پہ ہے فضل و کرم لطفِ الٰہ
آج سے تم سب کا ہے یہ بادشاہ

اب اطاعت اسکی واجب جان لو
شاہِ ملکِ روم ہے پہچان لو

نذر دی اوّل وزیرِ نیک نے
بعد اوس کے ایک کے بعد ایک نے

بعدہٗ امیروں کی ہوئی حاضر تمام
عہدہ دار و خیر خواہ و نیکنام

خلعت و انعام پھر شہ نے دیا
بعد اوس کے خلق سے وعدہ کیا

عدل سے رکھوں گا سب کو شادکام
ملک کی خدمت کروں گا صبح و شام

ہو گیا برخاست وہ دربار پھر
محل میں داخل ہوئے سرکار پھر

راز کی باتوں سے کیا ہے تجکو کام
پس قلم آگے ادب کا ہے مقام

علم سے ہوتا ہے انساں نامور
اور پڑتی ہے خلائق کی نظر

علم سے اوس کی ترقی ہو گئی
عمر بھر کی ساری کلفت دھو گئی

دیکھ لو ادنیٰ سے اعلیٰ ہو گیا
علم سے رتبہ دوبالا ہو گیا

کچھ نہ اس میں شک ہے نہ امر عجیب
علم سے اس کو ہوئی شاہی نصیب

اک عجب قصہ سے یہ عباس کا — نام جنکے باپ کا مرداس تھا

آئے کچھ مالِ غنیمت سے شتر — بعض اون میں تھے زر و زیور سے پُر

مستحق غازی نمازی نیکنام — ہو گئے میدان میں حاضر تمام

حضرتِ خیر البشرؐ نے یہ کیا — جس کے حق میں جو مناسب تھا دیا

چار اُشتر حصۂ عباس کے — حضرتِ خیر البشرؐ نے دیدیے

اس سبب سے یہ ہوئی دلمیں اُداس — دوسروں کو مل چکے تھے جو پچاس

یہ تو کہہ سکتے نہ تھے وہ صاف صاف — تب لگے بکنے وہ کچھ لاف و گزاف

جب سُنا ختم الرسلؐ نے واقعا — تب علیؑ کو حکم حضرت نے دیا

حکم کی تعمیل ہو میرے ابھی — قطع کرو تم زباں عباس کی

سنتے ہی اُٹھے علیؑ مرتضیٰ — ہاتھ پکڑا زور سے عباس کا

لائے باہر اُسکو مجمع سے علیؑ — تب کہا عباس نے حق کے ولی

کٹ گئی جس دم زباں پھر کیا رہا — آپ فرمائیں وصیؑ مصطفیٰؐ

تب دیا حضرت نے اُسکو یہ جواب — بڑھ گیا ہے تجکو زیادہ اضطراب

صبر اور تسلیم لازم ہے تجھے — حکم کی تعمیل واجب ہے مجھے

تب یہ گھبرائے کہا میرا قصور — عفو فرما دیجئے مولا ضرور

فعل پر اپنے بہت نادم ہوں میں — آپ کا ادنیٰ سا اک خادم ہوں میں

لے گئے اُسجا علیؑ مرتضیٰ — جس جگہ اُشتر بندھے تھے اُنکے با

پھر کہا عباس سے اے بےخبر — مطمئن ہو دھیان تیرا ہے کدھر

حکم ہے ختم الرسلؐ کا یہ سنو — اونٹ اچھے اپنی مرضی کے چنو

لے لو اپنے ہاتھ میں اُن کی مہار — سو شتر تک اب تمہیں ہے اختیار

تب کہا عباس نے شیرِ خدا — آپ ہیں برحق وصیؑ مصطفیٰؐ

دوسرے کو حکم یہہ ہوتا اگر
کاشتا میری زباں وہ بے خطر
رازدارِ احمدِ مرسل ہیں آپ
آیۂ التطہیر میں شامل ہیں آپ
جس قدر فرمائیں حضرت اسقدر
اونٹ لے لیتا ہوں بے خوف و خطر
تب یہہ فرمایا علی نے ای جری
چاہتا ہے تو اگر مرضی مری
مصلحت جو ہے رسول اللہ کی
ہے وہی مرضی وہی میری خوشی
تھی خوشی حضرت کی جو مد نظر
لے لیے چاروں شتر پھر آن کر
پھر دعا دیتا ہوا وہ اپنے گھر
لے گیا اونٹوں کو اپنے خوش سیر

## نقل شکایت سائلاں

نقل اک یہہ بھی مجھے مرغوب ہے
ہے روایت مختصر پر خوب ہے
تھے جو زین العابدینؑ سے امام
عالم و آلِ النبی ذی احترام
عرض کی لوگوں نے انسے ای جناب
سائلوں کے ہاتھ سے ہیں دل کباب
رات دن نادار محتاج و گدا
کرتے ہیں عاجز ہمیں بے انتہا
سنکے فرمایا نہ تم ایسا کہو
شکریہ انکا ادا کرتے رہو
ہے شکایت تم نے یہہ بیکار کی
ہیں امورِ خیر کے باعث وہی

## قصۂ ولی اللہ

قول ہے اک یہہ ولی اللہ کا
جو کہ ہیں مصرف سنین اس کو دوا
بحث ہے منطق سے کچھ ملتی ہوئی
سنکے اسکو خوش ہوں شاید فلسفی
اتفاقاً آئے اک دن مقتدی
خدمت مولا میں پھر یہہ عرض کی
تھا سخی اک شخص اک مرد بخیل
ایک نامی خلق میں تھا اک ذلیل
تھا خزانہ اس سخی کا جس قدر
راہِ خالق میں لٹایا مال و زر
تھا جو وہ مرد بخیلِ زشت خو
جمع کرنے میں تھی جس کو جستجو

چیز ایک پیسہ کی وہ لیتا نہ تھا
وہ کبھی سائل کو کچھ دیتا نہ تھا

مر گیا آخر کو وہ سب چھوڑ کر
چل بسا دنیا سے منہ کو موڑ کر

تب کہا حق کے ولی نے تم ذرا
اُلٹا ظاہر کر رہے ہو واقعا

جو سخی تھا ساتھ اپنے لے گیا
یہ کہو اولاد کو کیا دے گیا

جو نہ دے اولاد کو اے خوش صفات
اوس کو کہتے ہو سخی الٹی ہے بات

جس کو کہتے ہو بخیل زشت خو
وہ سخی تھا اس میں کیا ہے گفتگو

مال کچھ بھی ساتھ اپنے لے گیا
تھا سخی اولاد کو سب دے گیا

## قصہ حضرت عیسیٰ

حضرت عیسیٰ کا ہے یہ واقعا
تھے سفر میں ایک دن وہ باخدا

تھا رفیق پُر ہوس اک ہم سفر
ایک چشمہ پر ہوا اُن کا گزر

الغرض ٹھہرے وہاں وہ ذی وقار
آبِ شیریں تھا مصفا خوش گوار

روٹیاں کل تین اُن کے ساتھ تھیں
ایک ہمراہی کو دی دو بچ رہیں

ایک کھائی دوسری رکھدی جدا
تا ملے وقت ضرورت کچھ غذا

پانی پینے وہ گئے چشمہ کے پاس
چکھ گئے ہمراہی اُس کو بے ہراس

آئے حضرت پوچھا روٹی ہے کہاں
کیا ہوئی بتلائیے اے مہربان

بولے وہ واقف نہیں ہیں زینہار
میں نے دیکھا تھا اُسے وقت شمار

کوچ حضرت نے وہاں سے پھر کیا
ایک جنگل میں گزر جسدم ہوا

فاصلہ پر آئے دو آہو نظر
آپ نے اون کو بلایا جلد تر

ایک کو اون میں سے کر ڈالا حلال
دوسرا واپس گیا زندہ غزال

اُس ذبیحہ کے لگائے پھر کباب
چٹپٹے خوش ذائقہ باآب و تاب

بامزہ خوش ذائقہ اور نرم تھے
بات اک یہ بھی ہے گر گرم تھے

بعد کھانے کے دکھایا معجزہ ‫ ‫ جس سے ہمراہی ہوا حیرت زدہ
استخواں یکجا ذبیحہ کے کیے ‫ ‫ عرض پھر کچھ کر کے اُس معبود سے
قُم بِاذنِ اللّٰہِ حضرت نے کہا ‫ ‫ آہوئے مذبوح پھر زندہ ہوا
پوچھا ساتھی سے بتاؤ ماجرا ‫ ‫ گردۂ نانِ جویں وہ کیا ہوا
مثلِ سابق کر دیا انکار پھر ‫ ‫ چپ رہے حضرت نہ کی تکرار پھر
تیسری منزل پہ ٹھہرے جب نبیؑ ‫ ‫ مجتمع حضرت نے پھر کچھ خاک کی
ہاتھ اُٹھا کر پھر دعا حضرت نے کی ‫ ‫ خاک وہ سونے کی ڈھیری ہو گئی
تین حصے اوسکے حضرت نے کیے ‫ ‫ دیدیا اک اُس کو دو باقی رہے
پھر کہا حضرت نے اے مردِ خدا ‫ ‫ ایک ان دونوں میں حصہ ہے مرا
دوسرا حصہ ہے اُسکا بالیقیں ‫ ‫ جس نے کھائی تیسری نانِ جویں
پھر کیا اقرار اُس نے برملا ‫ ‫ روٹی خود کھانے کا قصہ کہدیا
پھر تبسم کر کے حضرت نے کہا ‫ ‫ لے لو تینوں حصے اے مردِ خُدا
چھوڑ کر تنہا اُسے راہی ہوئے ‫ ‫ حبِ مال و زر میں یہہ بیٹھے رہے
آ گئے اتنے میں دو قزاق بھی ‫ ‫ قتل ان کے کرنے کی تدبیر کی
خوف سے اُس نے کہا یہہ سوچکر ‫ ‫ کیوں ہوئے آمادہ میرے قتل پر
کیوں عبث جنگ و جدل آپس میں ہو ‫ ‫ تینوں حصوں میں طلا سب بانٹ لو
جب ہوا تقسیم کا جھگڑا تمام ‫ ‫ تب گیا اون میں سے اک بہرِ طعام
لایا کھانے میں ملا کر زہر وہ ‫ ‫ ہو گیا دونوں کے جی میں قہر ہو
مشورہ دونوں نے جو تھا کر لیا ‫ ‫ آتے ہی اُس کو تہِ خنجر کیا
بعد اُس کے کھایا دونوں نے طعام ‫ ‫ زہر سے قصہ ہوا ان کا تمام
طمع سے اُنکا بنا یہہ حال تھا ‫ ‫ گرد لاشیں بیچ میں سب مال تھا

| | |
|---|---|
| حرص سے سر ایک نے جان اپنی دی | الفت زر کا نتیجہ ہے یہی |

## نصیحت عام

| | |
|---|---|
| سن سے بھی ہوتا ہے حاصل تجربہ | سیر سے ہوتا ہے کامل تجربہ |
| ہیں کتب بینی سے اکثر فائدے | چاہیے انسان کچھ کرتا رہے |
| راحت و آرام سے محنت بغیر | ملک کی گھر بیٹھ کر کرتا ہے سیر |
| آنکھ سے دیکھے سنے جو کان سے | فرق جو اس میں ہے خود پہچان لے |
| محنت و تکلیف و غم رنج و تعب | جھیلے سختی آدمی بنتا ہے تب |
| عقل سے انسان جب لیتا ہے کام | شہرۂ آفاق تب ہوتا ہے نام |
| عام حالت غور سے دیکھو ذرا | حرص بڑھتی عمر گھٹتی ہے سدا |
| ہیں بہت کم جنہیں خود غرضی نہیں | بے غرض والے بھی ملتے ہیں کہیں |
| ہے وہی انسان جو ہمدرد ہو | رحم میں خلق و کرم میں فرد ہو |
| ملت و مذہب کے جھگڑے ہیں برے | چاہیئے انسان کو اس سے بچے |
| اسطرح انسان کرے سب میں گذر | جس طرح باہم ملیں شیر و شکر |
| اسطرح باہم رہیں سب جزو و کل | جس طرح رہتے ہیں یکجا خار و گل |
| غیبت و حرص و ہوس کو چھوڑ دے | سلسلہ دل سے زباں سے توڑ دے |
| طالب عزت نہ ہو سائل کبھی | ہاتھ ادھر پھیلا ادھر عزت گئی |
| نفع جب خواری کا خود موجود ہے | مئے کا پینا ہی عبث بے سود ہے |
| کر دیا شاہوں کو اس نے سرنگوں | چھوڑ دے کبر و تکبر ہے زبوں |
| جو سخی ہے اس کا نیک انجام ہے | حاتم طائی کا اب تک نام ہے |
| نام دنیا میں ہے اب تک برقرار | عدل ہے نوشیرواں کا یادگار |
| آتے ہیں در پر گدا اکثر سبھی | قہر سے سائل کو مت جھڑکو کبھی |

عالموں کے پاؤں پر رکھ اپنا سر — محمد سے تا گور حاصل علم کر
چاہتا ہے اپنا گر عز و وقار — رازداری کی صفت کر اختیار
صحبت بد سے بچیں اہلِ شعور — اس سے بدنامی ہے دنیا میں ضرور
اِن نصائح پر عمل کر اے عزیز — خوب سب باتیں ہیں کرے خود تمیز

## خاتمہ

ختم کی یہہ میں نے اپنی مثنوی — کچھ دنوں اس شغل سے فرصت ملی
گر زمانہ سے ملی فرصت مجھے — موت نے بھی دی اگر مہلت مجھے
بارِ دوم میں لکھوں گا وہ امور — جس سے خوش ہو جائینگے اہلِ شعور
لکھ سکا اس شہر کا کچھ بھی نہ حال — اب ہوا دل میں مرے اسکا خیال
ذکر جو دلچسپ تھا وہ رہ گیا — لکھنا کیا لازم تھا کیا میں لکھ گیا
دو مہینے میں یہہ میں نے مثنوی — تیرہ سو اکتیس ہجری میں لکھی ۱۳۳۱

## قطعہ تاریخ

تصنیف مثنوی شاعر خوش بیان فصاحت نشان مولوی سید سردار حسین متخلص بہ نازفتہ وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

اردو میں مثنوی یہہ کیا دلستاں لکھی ہے — جس کے مفید مضمون جسکی زبان پیاری
وارفتہ تم بھی کہد و سن طبع مثنوی کا — یہہ مثنوی ہی چھاپی یا بوستان سعدی ۱۳۳۱ھ

## قطعہ تاریخ

طبع مثنوی شاعر نازک خیال و بلند مقال مولوی سید امیر حسن صاحب لکھنوی متخلص بہ فروغ وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد

مرحبا کیا خوب لکھے واقعات بلگرام — قابل تعریف ہے یہہ نظم دلکش اے عدیل
تم بھی سالِ طبع میں کہد و یہہ مصرع اے فروغ — مثنوی دلستانِ لاجواب بے عدیل ۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ عابد مرزا صاحب لکھنوی ریختی گو متخلص بہ بیگم

مثنوی جب عدیل نے لکھی — آ کے مجھ سے یہہ گئیں سمدھن — اسکی تاریخ ہی یہی بیگم — تو سے ہے یہہ بے مثل مثنوی کی دلھن — سنہ ۱۳۳۲ھ